

مولانا حذیفہ وستانوی (جامعہ اکل کوا)

جمال حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم

امام ترمذی نے اپنے سند متصل کے ساتھ حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ذکر کی جس میں حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بیان کیا، فرماتے ہیں:

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے آپ کا سینہ مبارک وسیع تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال منجان تھے جس کی درازی کان کی لو تک تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ دھاری دار کپڑا زیب تن کیا ہوا تھا، میں نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ براء ابن عاذب کی اس بات کو حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر رسول اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا:

احسن منك لم تر قط عینی - واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبراً من كل عیب كانك قد خلقت كما تشاء

امام طبرئی نے نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کو اپنی مایا ناز تصنیف ”سیرۃ سید البشر“ میں ذکر ہیں کا ترجمہ حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ نے کیا ہے جو مختصر اور اتنا جاندار ہے کہ خود بخود پڑھنے ہوئے آنکھوں میں آنسو کی سری بندھ جاتی ہے تو آئے ہم اسی کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور حلیہ مبارک وغیرہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد لوگوں میں تھے، نہ زیادہ دراز تھے، نہ ایسے پست قامت تھے کہ کوئی آنکھ آپ کی طرف سے اعراض کر کے دوسری کے طرف راغب ہو، بلکہ آپ متوسط قد والے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان کا رنگ سفید تھا جس میں سرفی جھلکتی تھی، بعض نے کہا ہے کہ: اس میں بجائے سرفی کے سنہرا پن تھا، خالص سفید چونے کی طرح نہیں تھا، نہ بالکل گندمی تھا جس میں سانولا پن ہو۔ بال مبارک گھونگھریا لے تھے، جب دراز ہوتے تو کانوں کی لو تک پہنچ جاتے، جب قصیر ہوتے تو کانوں کے نصف تک رہتے، سفیدی سرور و ریش مبارک میں بیس بالوں تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ گردن مبارک گویا چمکدار صاف خوشنما چاندی یا ہاتھی دانت کی صورت تھی، چہرہ انور روشن تھا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، تمام اعضاء نہایت معتدل اور مناسب تھے، سر مبارک اچھا بڑا تھا، بال منجان تھے، سر کے بال اڑے نہیں تھے، چہرہ مبارک دبلانیں ہوا تھا، بل کہ ہمیشہ تردنازہ اور بارونق رہا۔

آنکھوں کی سیاہی نہایت عمدہ اور تیز تھی، مزگان دراز تھیں، آواز میں قوت اور گرج تھی، گردن میں خوشنادر ازی تھی، ریش مبارک گنجان تھی۔

خاموشی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دقار طاری رہتا تھا، تکلم فرماتے رونق اور نور کا غلبہ ہو جاتا، دور سے دیکھو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بارونق اور جمیل۔ نزدیک سے دیکھو تو سب زیادہ شیریں اور حسین، بات میں رس اور محاسن تھی، بات بہت زود فہم درمیانہ درجہ کی اور صاف ہوتی تھی، نہ بالکل مختصر نہ زیادہ لمبی، الفاظ گویا کہ بیش بہا موتی ہیں جو ایک ایک کر کے پروئے ہوئے ہیں۔

پیشانی مبارک کشادہ، ابرو گنجان کشیدہ باریک، لیکن دونوں ابرو ملے ہوئے نہیں تھے، بل کہ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کی حالت میں ابھرتی تھی۔ ناک بلندی مائل تھی، اس پر ایک شعلہ نما چمک تھی، اول وہلہ میں دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ آپ کی ناک ہی اتنی اونچی ہے۔

آنکھ کی پتلی خوب سیاہ تھی، دہن مبارک کشادہ تھا، دندان مبارک آبدار تھے، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی جیسے تلوار کی دھار، سینہ اور شکم مبارک پر اس کے علاوہ بال نہیں تھے، کندھوں اور بازوؤں پر بال تھے۔

آپ جسیم تھے، اور بدن گھٹا ہوا تھا، آپ کا سینہ اور شکم دونوں ہموار تھے، چکنا اور صاف تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں، جسم مبارک کا کھلا ہوا حصہ چمکدار تھا، سینہ فراخ تھا، کلائیوں دراز تھی، ہتھیلی کشادہ، ہاتھ اور پیر خوب گوشت سے پر تھے، انگلیاں اچھی لمبی تھی، قدم مبارک بالکل سیدھا تھا، تلوے گہرے تھے، قدم چکنے اور صاف تھے، جن پر پانی کا کوئی قطرہ نہیں ٹھہرتا تھا، چلتے وقت قدم قوت سے اٹھاتے اور کسی قدر آگے کو جھوک کر تیزی اور نرمی سے چلتے تھے، چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں، کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جیسے مسہری کی گھنڈی ہو یا کبوتری کا بیضاء ہو، اس کا رنگ جسم مبارک ہی جیسا تھا، اس پر قل تھے، پسینہ مبارک ایسا تھا جیسے موتی، پسینہ مبارک کی خوشبو مشک اذفر کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھا، آپ کے اوصاف بیان کرنے والا کہتا تھا کہ: میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا شخص نہیں دیکھا، صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صلہ حراء پہنچے ہوئے دیکھا تو آپ سے زیادہ حسین میں نے کوئی شئی کبھی نہیں دیکھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی لا سے زیادہ نرم نہ کسی ریشم کو مس کیا نہ دیباچہ کو، اور آپ کی خوشبو سے عمدہ کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی، اور انہیں سے روایت ہی کہ: حضرت ابو بکرؓ جب آپ کو دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے:

ترجمہ: آپ امانت دار ہیں، چنیدہ ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں، جیسے چودھویں رات کے چاند کی روشنی سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمرؓ، زہیر بن ابی سلمیٰ کا یہ شعر:

لو كنت من شنى سوى البشر
كنت مضيء ليلة البدر
ترجمہ: اگر آپ بشر کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتے، بوچودھویں رات کو روشن کرنے والے ہوتے، پھر حضرت عمرؓ اور ان کے ہم مجلس کہتے کہ: یہ شان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، کسی اور کی نہیں تھی، آپ کی شان میں آپ کے چچا ابوطالب کہتے ہیں:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
لعمال اليتامى عصمة للأرامل
يطيف به الهلاك من آل هاشم
لهم عنده فى نعمة وفضائل
ميزان حق لا يخيس شعيرة
ترجمہ: آپ خوشنما سفید رنگ والے ہیں، آپ کی برکتوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے، آپ یتیموں پر رحم کرنے والے اور بیواؤں کی حفاظت کرنے والے ہیں، آل ہاشم کے ہلاک ہونے والے لوگ آپ کے پاسا کر ٹھہرتے ہیں، تو وہ آپ کے پاس خوش عیشی اور فضائل میں ہیں، آپ حق کی ترازو ہیں، ایک جو کی بھی کمی نہیں کرتے، اور انصاف کے ساتھ وزن کرنے والے ہیں، آپ کا وزن کرنا ذرا بھی زیادتی نہیں کرتا، صلی اللہ علیہ وسلم آلہ وازواجہ وصحبہ وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات معنویہ:

جس میں صحابہ کے ساتھ اخلاق کریمانہ گزرا، خود اپنے متعلق اور صحابہ کے ساتھ برتاؤ، آپ کے بیٹھنے، عبادت کرنے، سونے، بات چیت کرنے، ہنسنے، کھانے پینے، لباس، خوشبو، سرمہ، نگہا کرنے، مسواک کرنے، حجامت، خوش طبعی فرمانے کا ذکر ہے۔

حضرت عائشہ سے آپ کے خلق کے متعلق دریافت کیا گیا؟ تو جواب آپ کا خلق قرآن (پر عمل) تھا، جس سے قرآن ناراض اس سے آپ ناراض، جس سے قرآن راضی اس سے آپ راضی۔ آپ کا غصہ اور انتقام اپنے نفس کی خاطر نہیں ہوتا تھا، لیکن اللہ کے حرام کی ہوئی چیزوں کی چٹک ہوئی تو آپ اللہ کے لیے انتقام لینے اور غصہ قمراتے، اور جب آپ غصہ فرماتے تو کوئی تاب نہیں لاسکتا تھا۔

آپ کا سب سے زیادہ سخت اور گھمسان کی لڑائی کے وقت ہم آپ کی پناہ میں اپنا بچاؤ تلاش کیا کرتے تھے۔ سب سے زیادہ سختی اور جواد تھے کبھی آپ نے سوال کے جواب میں ”لا“ نہیں فرمایا، جو دو سٹاک کا زیادہ زور ماہ

رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔ دینار و درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں رات کو گزارہ نہیں کر سکتے تھے، اگر کبھی کچھ بچ گیا اور لینے والا نہیں مل سکا اور اسی حالت میں رات ہو گئی، تو آپ شب باشی کے لیے دولت خانہ پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ جب تک وہ بچا ہوا کسی حاجت مند کو دے کر فارغ البال نہ ہو جاتے۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتے آپ اس میں صرف (سال بھر کے خرچ کے لیے) اتنی مقدار رکھ دیتے جو آپ کے لیے انتہائی ضرورت کی حالت میں کفایت کرتی، وہ بھی بہت معمولی درجہ کی چیز جیسے کھجور اور جو، اور باقی سب کا سب اللہ کی راہ میں صرف فرماتے، اور اپنی ذات کے لیے بطور ذخیرہ کچھ بھی نہ رکھتے تھے، پھر اپنے اہل کی بقدر حاجت روزی میں سے بھی ایسا فرماتے، حتیٰ کہ بسا اوقات سال بھر گزرنے سے بھی پہلے ہی پہلے وہ ختم ہو کر احتیاج ہو جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ پابند عہد، با وفا، سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے، آپ کا قبیلہ سب سے زیادہ باکرامت تھا (۳) آپ مخدوم و مطاع تھے کہ خدام خدمت کے متمنی اور اطاعت کیلئے بسر و چشم حاضر تھے آپ ترش روخت مزاج نہیں تھے۔ آپ عظیم القدر اور معظم تھے، سب سے زیادہ حلیم تھے۔ پردہ نشین کنواری سے زیادہ باحیا تھے، کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے نہ بچی نگاہ رکھتے تھے، نظر مبارک زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی، آسمان کی طرف کم اٹھتی تھی، علامہ گوہر چشم سے جلدی سے دیکھنے کی عادت تھی۔

سب سے زیادہ متواضع، منکسر المزاج تھے، غنی، فقیر، شریف، ادنیٰ، حر، عبد، جو بھی دعوت پیش کرتا قبول فرما لیتے، فتح مکہ کے روز جب حضرت ابو بکرؓ اپنے والد کو قبول اسلام کے واسطے خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے، تو ارشاد فرمایا کہ: ”ان بڑے میاں کو کیوں تکلیف دی! ان کو وہیں رہنے دیتے، میں خود ان کے مکان پر ان کے پاس چلا جاتا“ جواب میں عرض کیا کہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت کے یہی زیادہ مستحق ہیں۔

آپ سب سے زیادہ رحم فرمانے والے تھے، پانی کا برتن ہفتہ بلی کے لیے جھکا دیتے تھے، جب تک وہ سیراب نہ ہو جائے برتن ہٹاتے نہ تھے، عین نماز کی حالت میں کسی بچہ کی رونے آواز سنتے، اور اس کی ماں آپ کے پیچھے نماز میں ہوتی، تو آپ ہفتہ نماز میں تخفیف فرمادیتے۔

آپ ﷺ سب سے زیادہ عقیف تھے، اپنی منکوحہ، محرم، باندی کے علاوہ کسی عورت کو دست مبارک نے نہیں چھوا۔

اپنے اصحاب کا اکرام کرنے میں آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے، کبھی کسی مجلس میں آپ کو کسی کی طرف ہیر پھیلانے ہوئے نہیں دیکھا گیا، جب ان کے لیے جگہ میں تنگی ہو جاتی، تو آپ (سکڑ کر) ان کے لیے گنجائش نکال لیتے، آپ کے گھٹنے کبھی کسی ہم نشین کے گھٹنے سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جو شخص اچانک آپ کو دیکھتا، تو غیر معمولی وقار کی وجہ سے ہیبت زدہ ہو جاتا، اور جو شخص میل جول کر کے آپ سے ربط پیدا کرتا، تو انتہائی کمالات ظاہرہ و باطنہ کی وجہ سے آپ

کا گرویدہ ہو جاتا۔

آپ کے رفقاء آپ کی صحبت میں آپ کے ارد گرد جمع رہتے تھے اگر آپ کچھ فرماتے تو سب سننے کے لیے خاموش ہو جاتے، اگر کوئی حکم دیتے تو سب تعمیل کے لیے پھرتی کرتے۔ آپ اپنے اصحاب کو چلنے وقت آگے بڑھا کر خود پیچھے ہو جاتے، جو بھی ملتا آپ ابتداء بالسلام فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ مت کرو، جیسا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں نصاریٰ نے مبالغہ کیا، میں صرف بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ ہی کہا کرو، آپ جس قدر اپنے گھر والوں کے خاطر تحمل فرماتے، تو اصحاب کے خاطر اسے زیادہ تحمل فرماتے، اور ارشاد فرمایا کرتے کہ ”اللہ پاک اپنے بندے کی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ جب اپنے بھائیوں سے ملاقات کے لیے نکلے، تو لباس وغیرہ ٹھیک کر کے تحمل کے ساتھ نکلتے۔“

ذ آپ نے اصحاب سے بے فکر اور بے خبر نہ رہنے، بل کہ انکو دیکھ بھال کرتے، اور ان کے حالات کی خبر دریافت فرمایا کرتے تھے، بیمار کی عیادت کرتے، مسافر کے لیے غائبانہ دعا فرماتے، مرنے والے پر اللہ پڑھ کر دعا فرماتے، اور جس کو یہ خیال ہوتا کہ آپ جی میں اس سے کچھ ناراض ہیں، تو آپ خود فرماتے کہ:

”شاید فلاں شخص کسی بات کی وجہ سے ہم سے ناراض ہے، یا ہمارا قصور دیکھا ہے، چلو اس کے پاس ہو کرائیں پھر آپ اس کے مکان پر تشریف لاتے آپ کبھی صحابہ کے باغوں میں تشریف لے جاتے اور جو شخص وہاں آپ کی ضیافت کرتا تو کچھ نوش بھی فرمالیتے۔“

آپ اہل عزت و شرف سے الفت رکھتے، اور اہل علم و فضل کا اکرام فرماتے تھے، اور پیشانی پر بل کسی سے بھی ناراض ہو کر نہیں ڈالتے تھے، اور درشتی و دخت گیری کا برتاؤ کسی کے ساتھ بھی نہیں کرتے تھے، بغیر بیگنی احسان کے کسی کی ثناء و تعریف کو قبول نہیں کرتے تھے، عذر خواں کے عذر کو قبول کر لیتے تھے، حق کے معاملہ میں آپ کے نزدیک، قوی ضعیف قریب، بعید سب یکساں تھے۔

آپ کسی کو اپنے پیچھے چلنے کے اجازت نہیں دیتے تھے، بل کہ اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیتے تھے، ”یہ جگہ ملائکہ کیلئے چھوڑ دو“ اور بحالت سواری کسی کو اپنے ہم رکاب پیدل چلنے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے، بل کہ اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیتے تھے، اگر وہ انکار کرتا تو فرماتے کہ: ”جہاں جانا ہو مجھ سے آگے چلے جاؤ۔“

فبا تشریف لے جانے کے لیے تنگی کمر حمار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اور حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے ساتھ تھے، تو ارشاد فرمایا کہ: ”اچھا آ جاؤ تم بھی سوار ہو جاؤ“ حضرت ابو ہریرہؓ میں کافی وزن تھا، چڑھنے کے لیے اچھلے مگر نہیں چڑھ سکے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے، جس سے دونوں گرے، پھر سوار ہوئے اور فرمایا کہ: ”ابو ہریرہ! تمہیں بھی سوار کر لوں؟“ عرض کیا، جیسے رائے عالی ہو، فرمایا کہ ”اچھا چڑھ جاؤ“ وہ نہیں چڑھ سکے بل کہ حضور کے ساتھ

لے کر گرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوار کرنے کے لیے پوچھا؟ تو ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ، اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، کہ تیسری دفعہ میں آپ کو نہیں گراؤں گا، لہذا اب سوار نہیں ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ کے باندیاں غلام بھی تھے، مگر آپ لباس و طعام میں ان سے برتر ہو کر نہیں رہا کرتے تھے، اور جو بھی آپ کی خدمت کرتا آپ بھی اسکی خدمت فرماتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً دس برس آپ کی خدمت کی، خدا کی قسم سفر حضر جہاں بھی مجھے خدمت کا موقع ملا ہے تو حس قدر میں نے آپ کی خدمت کی آپ نے اس سے زیادہ میری خدمت کی ہے، اور مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا، اور جو کام بھی میں نے کر لیا اس پر کبھی نہیں فرمایا کہ، ایسا کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے نہیں کیا اس پر کبھی نہیں فرمایا کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے ایک بکری پکانے کی تجویز ہوئی، ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے، دوسرا بولا کہ اس کی کھال کھینچنا میرے ذمہ تیسرے نے کہا اس کا پکانا میرے ذمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں اکٹھا کرنا میرے ذمہ آپ کے رفقاء نے عرض کیا کہ حضور یہ بھی ہم ہی آپ کی طرف سے کر لیں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم میری طرف سے کر لو گے، لیکن مجھے یہ بات ناگوار ہے، میں اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہوں اور اللہ پاک کو بھی نا پسند ہے اپنے بندے کی یہ بات کہ وہ اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں نماز کے لیے اترے اور مصلے کی طرف بڑھے پھر لوٹے، عرض کیا گیا کہ کہاں کا ارادہ فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ اپنی اونٹنی کو باندھتا ہوں، عرض کیا کہ اتنے سے کام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے، ہم خدام ہی اس کو باندھ دیں گے، ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی دوسرے لوگوں سے مدد طلب نہ کرے، اگرچہ مسواک توڑنے میں ہو۔

ایک روز آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھجوریں نوش فرما رہے تھے، کہ صہیبؓ آشوب چشم کی وجہ سے ایک آنکھ کو ڈھانکے ہوئے آگئے، سلام کر کے کھجوروں کی طرف جھکے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”آنکھ تو دکھ رہی ہے اور شیرینی کھاتے ہو؟“ عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! اپنی اچھی آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں، اس پر حضور کو ہنسی آگئی۔ ایک روز رطب نوش فرما رہے تھے، کہ حضرت علیؓ آگئے، ان کی آنکھ دکھ رہی تھی، وہ بھی کھانے کے لیے قریب ہو گئے، ارشاد فرمایا کہ: آشوب چشم کی حالت میں بھی شیرینی کھاؤ گے؟“ وہ پیچھے ہٹ کر ایک طرف جا بیٹھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے، آپ نے ان کی طرف کھجور پھینک دی، پھر ایک اور پھر ایک، اور اسی طرح سات کھجوریں پھینکیں فرمایا کہ: ”تم کو کافی ہیں، جو کھجور طاق عدد کے موافق

کھائی جائے وہ مضربیں۔“

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ نے ٹرید کا ایک پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا، جب کہ آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے، حضرت عائشہؓ نے اس پھینک کر توڑ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیالہ میں اکٹھا کرنے لگے: ”تمہاری ماں کو غیرت آگئی غیرت آگئی۔“

ایک دفعہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو قصہ سنایا، ایک نے ان سے کہا کہ: یہ ایسی بات ہے جیسی خرافہ کی بات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جانتی بھی ہو خرافہ کیا تھا؟ خرافہ قبیلہ عذرہ کا آدمی تھا، زمانہ جاہلیت میں جنات نے اسے قید کر لیا تھا، وہ زمانہ دراز تک ان میں رہا، پھر وہ اسے انسانوں میں چھوڑ گئے تھے، اور جو کچھ عجائبات اس نے وہاں دیکھے تھے وہ لوگوں سے بیان کیا کرتا، تو لوگ کہا کرتے کہ: یہ تو خرافہ کی بات ہے۔“

جب آپ دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تو وہاں کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرما دیتے، ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لیے، ایک حصہ: اپنے نفس کے لیے، ایک حصہ: اپنے اہل کے لیے، پھر جو حصہ اپنے نفس کے لیے تجویز فرماتے، اس کو اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، اور خواص کے ذریعہ سے اس وقت میں عوام کی حاجات پوری فرماتے۔

جو وقت آپ نے امت کے لیے تجویز فرمایا تھا، اس میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ: (ان آنے والوں میں) اہل فضل کو (حاضری کی اجازت میں) ترجیح دیتے تھے، اور جس قدر دین کے اعتبار سے کسی کو فضیلت ہوتی اسی قدر اس پر وقت بھی زیادہ صرف فرماتے، کسی کی ایک حاجت، کسی کے دو، کسی کی زائد، آپ ان میں لگے رہتے، اور دیگر صحابہؓ بھی مشغول فرما لیتے، اور حوائج پورا کرنے کی ہدایت دیتے، اور تدبیریں بیان فرماتے رہتے، اور ارشاد فرماتے کہ: ”جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچا دے، اور ایسے لوگوں کی حاجات مجھ تک پہنچا دو جو خود نہیں پہنچا سکتے، تو اللہ پاک قیامت کے روز اس کو ثابت قدم رکھیں گے“ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی قسم کی چیزوں کا ذکر ہوتا تھا“ اور اس کے علاوہ دوسری باتیں وہاں قبول نہ ہوتی تھیں۔

لوگ طلب علم کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوتے، اور ایک عجیب ذوق لے کر نکلتے، دوسروں کے لیے دلیل خیر اور ہادی بن کر نکلتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ میں الفت پیدا فرماتے تھے، نفرت سے بچاتے تھے، قوم کے ہر کریم کا اکرام فرماتے، اور اسی کو ان پر والی بناتے تھے، قوم کے بہترین افراد کو آپ سے زیادہ قرب ہوتا تھا، آپ کے نزدیک افضل وہ تھا عوام خیر خواہی اور نصیحت کرتا، آپ کے نزدیک بڑا رتبہ اس کا تھا جو موساۃ اور بہتر طریق پر کرتا۔

آپ کی نشست خواست بغیر ذکر الہی کے نہیں ہوتی تھی، جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو کنارہ مجلس ہی بیٹھ جاتے، صدر مقام پر پہنچنے کی کوشش نہ فرماتے، اور آپ کے حسن معاشرہ کی بنا پر ہر شریک مجلس یہ سمجھتا تھا

کہ میرا اکرام سب سے زیادہ فرمایا ہے۔

جب کوئی شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہو بیٹھا، تو جب تک وہ خود نہ اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھتے، لایہ کہ کوئی جلدی کا کام درپیش ہو، اس سے اجازت لیتے، کسی سے کوئی ایسا برتاؤ تاؤ فرماتے جو اس کے لیے باعثِ گرائی ہوں۔ کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو مارا، بل کہ کسی کو بھی علاوہ جہاد کے نہیں مارا۔

آپ صلہ رحمی فرماتے، مگر اس سے افضل و اعلیٰ پر ترجیح نہیں دیتے۔

برائی کا بدلہ بھی برائی سے نہ دیتے، بل کہ معاف اور دو گز فرماتے تھے۔

بیماروں کی عیادت فرماتے، مساکین سے محبت اور مجالست رکھتے تھے، ان کے جنازوں میں شریک ہوتے، کسی کو فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے، کسی بادشاہ سے بادشاہت کی بنا پر مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ نصیب خداوندی کی تعظیم فرماتے تھے، اگر چہ وہ کم ہو اور کسی طرح اس کی مذمت رو دلائیں تھے۔

پڑوسی کے حق کی حفاظت فرماتے، مہمان کا اکرام کرتے، اور اکرام کی خاطر اپنی چادر اس کے لیے بچھا دیتے جس مرضہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا ایک روز وہ آگئی تو آپ نے اپنی چادر اس کے لیے بچھائی اور مرحبا کہہ کر، اس پر اس کو بٹھایا۔ سب سے زیادہ تبسم فرماتے، اور سب سے زیادہ بشاش اور ہنس کھ رہتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الاثر، ان دائم الفکر تھے، آپ جو وقت بھی گزرتا، اللہ کے کسی عمل میں گزرتا، یا اپنی حوائجِ ضروریہ میں یا اپنے اہل کی ضروریات میں۔ جب تھی آپ کو دو چیز کو اختیار دیا گیا تو آپ نے امت پر شفقت و رحم کی خاطر ہلکی اور آسان چیز کو اختیار فرمایا البتہ قطع رحمی سے حد درجہ اجتناب فرمایا۔

آپ اپنی جوتی خود گانٹھ لیتے اور اپنے کپڑے میں بیوند بھی خود ہی لگا لیتے گھر کے معمولی چھوٹے کام بھی کر لیتے گوشت بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کاٹ لیتے تھے گھوڑے خیر گدھے پر سوار بھی ہو جاتے، اپنے پیچھے اپنے اور کو بھی بٹھا لیتے، اپنے گھوڑے کا منہ اپنی آستین اور چادر کے پلے سے پونچھ لیتے۔ لاشیٰ پر ٹیک لگاتے اور ارشاد فرماتے کہ: ”لاشیٰ پر ٹیک لگانا اخلاقِ انبیاء میں سے ہے“، بکریاں بھی چراتے اور فرماتے کہ: ”ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔“

نبوت عطا ہونے کے بعد آپ نے اپنا حقیقہ بھی کیا، اور اپنے گھر کے کسی بچے کے حقیقہ کو ترک نہیں کیا، پیدائش سے ساتویں روز بچے کا سر مونڈتے اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔

قال نیک کو آپ پسند فرماتے تھے، اور بد قالی کو ناپسند اور ارشاد فرماتے کہ، ہم میں سے ہر شخص اپنے جی میں بد قالی کا اثر پاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو کل کی برکت سے اسکو کھودیتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی پسندیدہ چیز پیش آتی تو فرماتے: الحمد لله رب العلمین اور جب ناگوار چیز پیش آتی تو فرماتے: ”الحمد لله علی کل حال۔“

اور جب کھانا بعد فراغت آپ کے سامنے سے اٹھایا جاتا ہے، تو فرماتے: الحمد لله الذی اطعمنا و

سَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ، اور یہ فرماتا بھی منقول ہے: ”الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مُكْفَرِي وَلَا مُودِعٍ وَلَا مُسْتَفْنِي عَنْهُ رَبَّنَا“۔

جب آپ کو چھینک آتی، تو آواز پست فرماتے، اور ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ مبارک کو چھپا لیتے، اور ”الحمد للہ“ فرماتے۔

آپ کی نشست اکثر قبلہ رو ہوتی، اور جب مجلس میں تشریف رکھتے تو دونوں گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح بیٹھتے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں ڈال کر گویا رانوں میں اور گھٹنوں کو باندھ دیا ہے، ذکر زیادہ کرتے، بے فائدہ بات نہ فرماتے، نماز طویل اور خطبہ مختصر فرماتے، ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ شروع شب میں سو جاتے، پھر آخر شب میں قیام فرماتے، پھر وتر پڑھتے، اور اپنے بستر پر تشریف لاتے، پھر جب اذان سنتے فوراً اٹھتے، اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے، ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے، نماز نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی بیٹھ کر بھی پڑھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے اکثر بیٹھ کر نماز پڑھی ہے۔ اور آپ کے اندرون سے نماز کی حالت میں رونے کی وجہ سے ایسی آواز سنائی دیتی تھی جیسی ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز۔

پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے، اور یوم عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ رکھتے اور جمعہ کو کم افطار فرماتے، اور آپ کے روزوں کے کثرت شعبان میں ہوتی تھی۔

آپ کی آنکھیں سویا کرتی تھی اور قلب مبارک انتظار وحی میں جاگتا رہتا تھا، سوتے وقت سانس کی آواز ہوتی تھی، خراٹے نہیں لیتے تھے، جب خواب میں ناگوار چیز دیکھتے تو فرماتے: ”هو الله لا شريك له“۔ جب سونے کے لیے لیٹتے تو داہنی تھیلی رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے ”رب فنی عذابک یوم تجف عذابک“ اور یہ بھی پڑھتے: ”اللهم باسمک اموت احیا“ اور جب بیدار ہوتے تو پڑھتے: ”الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور“۔

جب گفتگو فرماتے تو نہایت واضح کلام فرماتے، یہاں تک کہ پاس بیٹھنے والا اس کو یاد کر لیتا، اور بات کو تین دفعہ فرماتے تاکہ پورے طور پر سمجھ میں آجائے، زبان مبارک کو محفوظ رکھتے، بلا حاجت کلام نہ کرتے اور کلام فرماتے تو جوامع الکلم فرماتے، آپ کا کلام فصل ہوتا تھا، جس میں نہ مقصود سے زیادتی ہوتی نہ کمی، کبھی بطور مثال کے کوئی شعر بھی پڑھتے، یہ شعر بھی پڑھتے: ﴿وَيَا بَنِيكَ بِأَلَا تُخْبِرُ مَنْ لَمْ تَزِدْ﴾ ☆

ترجمہ: غنقریب ظاہر کر دے گا تیرے زمانہ اگر تو جاہل ہے، اور لے وہ شخص جس کو تو نے توشہ نہیں دیا۔

اس کے علاوہ اور بھی شعر آپ نے پڑھا ہے۔

آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ کی صورت سے ہوتی تھی، اور کسی عجیب چیز کی وجہ سے آپ کو ہنسی بھی آگئی اور دندان مبارک ظاہر ہو گئے، مگر کھل کھلا کر ہنسنے کی طرح آپ نہیں ہنستے تھے۔

کبھی کسی کھانے کا آپ نے عیب نہیں بیان فرمایا، رغبت ہوئی تو نوش فرمایا، ورنہ نہیں۔ آپ نکمہ لگا کر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے، نہ خوان پر نوش فرماتے تھے، کسی مباح (جائز) چیز سے بلا وجہ انکار نہ فرماتے تھے، ہدیہ نوش فرماتے اس کی مکافات (بدلہ دینا) فرماتے، صدقہ نوش نہیں فرماتے تھے، کھانے پینے میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے، جو مل جاتا نوش فرمایا لیتے، کھجور مل جاتی وہی نوش فرمایا لیتے، روٹی ملتی، گوشت ملتا، وہی نوش فرمایا لیتے، دودھ ملتا تو اسی پر اکتفا فرمایا لیتے، چپاتی تو وفات تک نوش نہیں فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نوش نہیں فرمائی، آپ کے گھر والوں پر مہینہ اور دو مہینہ کا عرصہ گزر جاتا اور آپ کے کسی گھر میں آگ تک جلنے کی نوبت نہ آتی، ان کا گذران کھجور اور پانی پر تھا۔

بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے، حالانکہ اللہ جل جلالہ وعم فوالہ نے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائیں، مگر آپ نے ان کے قبول کرنے انکار کر دیا، اور ان کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار فرمایا۔

آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لاتے تو دریافت فرماتے کہ: ”کچھ کھانے کو ہے؟“ وہ عرض کرتیں کہ: کچھ نہیں، تو آپ فرماتے کہ: ”اچھا میرا روزہ ہے“ ایک روز تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ہمارے پاس تو ایک ہدیہ آیا ہے، آپ نے فرمایا کہ: ”کیا ہے؟“ عرض کیا کہ خنس (کھجور، ستو، اور کھجی سے تیار شدہ ایک قسم کا کھانا) ہے، ارشاد فرمایا کہ: ”میں تو روزہ کی نیت کر لی تھی“، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: پھر آپ نے نوش فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سرکہ سے بھی نوش فرمائی، اور فرمایا: ”سرکہ بڑا چھاسا لہ ہے۔“ آپ نے مرغی اور تیر کا گوشت بھی نوش فرمایا، لو کی رغبت سے نوش فرماتے تھے، بکری کا بونگ (بکری کے دست گوشت) کا گوشت بھی مرغوب تھا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: بہترین گوشت، کمر کا گوشت ہے۔“ ارشاد فرمایا کہ:

”روغن زیتون کھاؤ اور اسے مالش میں بھی استعمال کرو یہ شجرہ مبارکہ سے نکلا ہے۔“ آپ کو کھرچن بھی مرغوب تھی، آپ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور ان کو چاٹ بھی لیتے۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا زوجہ ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت حسن اور ابن عباس اور ابن جعفر (رضی اللہ عنہم) ان کے پاس آئے اور فرمائش کی کہ: ہمارے لیے ایسا کھانا تیار کرو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور خوش ہو کر اسے نوش فرمایا کرتے تھے، وہ کہنے لگیں کہ: بیٹھو، وہ کھانا آج ہمیں مرغوب نہیں۔ انہوں نے کہا کہ: نہیں ضرور تیار کرو، چنانچہ وہ اٹھی اور بچہ پس کر ہاٹھی میں ڈال دئے اور اوپر سے کچھ روغن زیتون ڈال دیا، اور سیاہ مرچ اور لونگ

کوٹ کراس پر چھڑک دی، اور سامنے لا کر رکھ دیا، اور کہا: یہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور خوش ہو کر نوش فرمایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہو کی روٹی خشک کھجور سے نوش فرمادی، اور فرمایا: ”یہ (یعنی کھجور) اس کا سالن ہے“ اور تربوز تر کھجور سے اور گڑی تر کھجور سے اور ہارہ مکھن سے، اور آپ کو شیرنی و شہد مرغوب تھا۔

آپ پانی بیشہ کر پیا کرتے، اور بسا اوقات کھڑے ہو کر پیا اور آپ پینے کے درمیان پانی کے برتن کو تین بار منہ سے جدا کر کے سانس لیتے اور جب چاہتے کہ بچا ہوا پانی صحابہ کو عنایت فرمادے، تو اپنی دہنی جانب سے ابتدا فرماتے

آپ ﷺ نے دودھ پیا اور ارشاد فرمایا: ”جب اللہ کسی کو کوئی کھانا عطاء فرماوے تو اس طرح دعا فرمائے: اللهم بارک لنا فيه واطعمنا خيرا منه، اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پیلانے وہ اس طرح دعا کرے: اللهم بارک لنا فيه و زدنا منه، اور فرمایا کہ: دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پینے دونوں کے قائم مقام نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوف کا لباس بھی استعمال فرماتے، اور پیوند لگی ہوئی جوتی بھی پہن لیتے تھے لباس میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے، جو مل جاتا پہن لیتے، کبھی پرانی چھوٹی چادر، کبھی میانی سبز سرخ چادر، کبھی صوف کا جبہ، مہذبہ سی (سستی جوتہ: بغیر بالوں کے چڑے کا جوتہ) جوتہ پہنتے تھے، اور اسی میں وضو بھی کر لیتے آپ کے کوتوں میں جو تسمے تھے، پہلا وہ شخص جس نے جوتے میں گرہ لگائی حضرت عثمانؓ ہیں یعنی چادر آپ کو زیادہ پسند تھی جس میں سفید سرخی ہوتی تھی کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند تھا۔

جب کوئی نیا کپڑا استعمال فرماتے تو اس کا نام: عمامہ یا کرتہ یا چادر، یہ دعا پڑھتے: اللهم لك الحمد

كما البسته، اسالك خيره و خيره ما صنع له، و اعوذ بك من شره و شر ما صنع له۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز دھاری کا کپڑا بھی پسند تھا، آپ کو یہ بات بھی پسند تھی کہ آپ کے کرتے کی گھنڈی (گر بیان کا بٹن)، کھلی رہے، کبھی محض صوف کا کبیل آپ نے اوڑھا اور اس میں نماز پڑھی، اور لنگی باندھ کر بغیر کسی دوسرے کپڑے کے آپ نے نماز پڑھی، اور لنگی اس طرح باندھی کہ اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان باندھ لیے۔

عمامہ کے نیچے آپ ٹوپی بھی پہنتے، اور کبھی صرف ٹوپی پہنتے بغیر عمامہ کے، اور کبھی صرف عمامہ استعمال کرتے بغیر ٹوپی کے۔ لڑائی کے موقع پر کانوں والی ٹوپی استعمال فرماتے، کبھی اس ٹوپی کو اتار کر سامنے رکھتے اور سرہ بٹا کر نماز پڑھتے، کبھی بلا ٹوپی بلا عمامہ بلا چادر پیدل چل کر مدینہ منورہ کے آخری حصہ تک جا کر بیماروں کی عیادت کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے اور شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میرے کندھوں پر چھوڑا، اور فرمایا کہ (عمامہ مسلمانوں اور کافروں کے

درمیان فرق کرنے والا ہے۔ جمعہ کے روز آپ عمامہ باندھتے اور سرخ دھاری والی چادر اوڑھے تھے۔

آپ ﷺ چاندی کی انگوٹھی پہنتے، اور اس کا گنگ بھی چاندی کا تھا اس کا نقش ”محمد رسول اللہ“ تھا، یہ انگوٹھی داسنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں ہوتی تھی کبھی بائیں ہاتھ میں بھی پہنتے تھے، اس کا گنگ پھیلی کی طرف ہوتا تھا۔ آپ کو خوشبو مرفوب تھی، بدبو سے نفرت تھی، فرمایا کرتے تھے کہ: ”اللہ تعالیٰ نے میری لذت عورتوں اور خوشبو میں رکھ دی ہے، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنادی۔“ غالیہ اور مٹک کی خوشبو استعمال فرمایا کرتے، حتیٰ کہ اس کی چمک سر مبارک میں مانگ کی جگہ محسوس ہوا کرتی تھی، عود بھی سلگایا کرتے اور اس پر کافور بھی ڈالتے تھے، شبہ تاریک میں خوشبو کی مہک کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے۔

اشمہ کا سرمہ استعمال فرمایا کرتے تھے ہر شب تین تین سلائی ہر آنکھ میں لگاتے، کبھی تین دھنی آنکھ میں اور دو بائی میں، روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگایا ہے، اور فرمایا کرتے تھے کہ اشمہ کا سرمہ لگایا کرو، وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اگااتا ہے۔ سر اور ریش مبارک میں تیل کثرت سے لگاتے، اور کنگھا تیسرے روز کرتے، کنگھا کرنے، جوتا پہننے، پاکی حاصل کرنے بل کہ تمام کام دھنی جانب سے شروع کرنے کی کو پسند فرماتے۔

آئینہ بھی دیکھا کرتے، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں پیالہ میں پانی رکھا، ہوتا تو اس میں دیکھ کر بالوں کو درست فرماں لیتے۔ سفر میں یہ چیزیں ہمیشہ ساتھ رکھتی تھیں: تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا، فینچی، مسواک، سوئی، تاکہ۔ اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنی جوتی بھی گانٹھ لیتے۔ اراک کے مسواک کرتے، جب نیند سے اٹھتے تو دہن مبارک کو مسواک سے صاف کرتے، رات میں تین مرتبہ مسواک کرتے: سونے سے پہلے، سوکر، اٹھ کر، نماز فجر کے لیے نکلتے وقت۔

دونوں کندھوں کے درمیان (اور گردن کی دونوں جانب) دو رنگوں میں آپ نے بچھنے بھی لگوائے (فاسد خوان نکلوانا) بحالِ احرام پشت یا پر موضع ٹمکل (مدینہ طیبہ سے ۲۸ میل دور مکہ معظمہ کے راستہ پر ایک جگہ) میں بھی بچھنے لگوائے ہیں، ۱۷/۱۹/۲۱ تاریخ کو بچھنے لگواتے تھے۔

آپ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے مگر بات سچی ہی فرمایا کرتے ایک روز ام سلمہ کے پاس تشریف لائے ان کا ایک بیٹا ابوطالب سے تھا، اس کا نغیر (نغیر ایک قسم کا چھوٹا پرندہ) مر گیا تھا، آپ نے فرمایا: یا ابا عمیر! ما فعل النغیر؟ اے ابو عمیر! کیا کیا لال چڑیا نے؟

ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا کہ: یا رسول اللہ مجھے سواری کے لیے ایک اونٹ دے دیجئے، فرمایا کہ: ”اونٹنی کا بچہ جھکو سواری کے لیے دوں گا“ اس نے کہا کہ: وہ تو مجھے اٹھا بھی نہیں سکے گا! آپ فرمایا کہ: ”میں تجھے سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا“ (اس نے کہا: وہ تو مجھے اٹھا بھی نہیں سکے گا! پھر لوگوں نے اسے کہا

کہ: اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ: حضور! میرا خاوند بیمار ہے اور آپ کی زیارت کو تڑپ رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ: ”تیرا شوہر وہی ہے نا، جس کی آنکھ میں سفیدی ہے!“۔ عورت واپس آئی اور شوہر کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی، شوہر نے پوچھا: کیا دیکھتی ہے؟ اس نے کہا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے شوہر کی آنکھ میں سفیدی ہے، اس پر شوہر نے کہا کہ: ناس گئی! سفیدی تو سب کی آنکھ میں ہوتی ہے۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھیجے، ارشاد فرمایا: ”اے ام فلاں! جنت پورے عورتوں کی جگہ نہیں وہاں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی، وہ عورت روتی ہوئی واپس ہونے لگی، تو ارشاد فرمایا کہ: ”اسے کہہ دو یہ بڑھاپے کی حالت میں جنت نہیں جائے گی، اللہ پاک نے فرمایا کہ: ہم نے ان کو نئی پیدائش عطا کی، اور ان کو کنواری محبوبہ، ہم عمر بنادیا ہے اصحاب یمن کے لیے۔“ (سورۃ واقعہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دفعہ دوڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر مار کر فرمایا کہ: ”یہ اس کا بدل کا بدل ہو گیا،۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لاتے ایک شخص کی پشت کی طرف سے، جس کا نام زاہر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت فرماتے تھے، آپ نے دونوں ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں پر رکھ لیے اور اس نے نہیں پہچانا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو اس غلام کو خرید لے؟“ وہ اپنی کمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگا اور کہنے لگا کہ: حضور، آپ مجھے نکلا (ستا اور کم قیمت) پائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لیکن تو اپنے خدا کے نزدیک تو نکلا نہیں ہے۔“

حضور ﷺ نے حضرت حسین کو بچوں کے ساتھ گلی میں دیکھا، آپ ﷺ آگے بڑھے تو حضرت حسین ادھر ادھر بھاگنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہناتے تھے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، دوسرا ان کے سر کے اوپر حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے، اور لڑکیاں ان کے پاس کھیلتی ہوتیں، جب وہ آپ کو دیکھتیں تو ادھر ادھر متفرق (جدا جدا ہو جاتیں) ہو جاتیں، پھر آپ ان کو گھیر کر ان کے پاس بھیجتے۔

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گڑبڑوں سے کھیل رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”عائشہ کیا ہے؟“ کہنے لگیں کہ: یہ حضرت سلیمان بن داؤد کا گھوڑا ہے، آپ کو ہنسی آگئی اور دروازہ کا رخ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جھپٹیں اور آپ کو لپٹ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمیرا کیا بات؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اگلی پچھلی سب خطائیں معاف فرمادے آپ نے

دونوں ہاتھ اٹھائے اس طرح کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی، اور دعا کی: ”اللھم اغفر لعائشۃ بنت ابی بکر مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنباً ولا تکسب بعدھا خطیۃ ولا التما“ اور ارشاد فرمایا: ”عائشہ خوش ہوگئی؟“ عرض کیا: جی ہاں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، آپ نے فرمایا کہ: ”اس پاک ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، میں نے اس دعا کے ساتھ تجھے خاص نہیں کیا اپنی امت میں سے، بلکہ میری تو رات دن اپنی امت کے لیے یہ دعا ہے، گزشتہ لوگوں کے لیے بھی، موجودہ کے لیے بھی، آئندہ قیامت تک آنے والوں کے لیے بھی، میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور فرشتے میری دعا پر (آمین) کہتے۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور سید المرسلین تھے، اللہ پاک نے آپ کو علم الاولین عطا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب کا تمام عالم میں کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔

صلی اللہ علیہ وسلم وعلى آله واصحابہ اجمعین صلوة دائمة الى يوم الدين، آمین۔
یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ و کریمہ رب ذوالجلال کی قسم اس زمین کے اور اس نیلگو آسمان کے سایہ میں آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر آج تک بل کہ قیامت تک نہ کوئی آپ کا ساسین پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا اور نہ آپ کا سا خلق ہی سراپا اخلاق حمیدہ کا جسم نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا ان بد باطنوں کے پروپیگنڈے سے کیا ہوگا قرآن اعلان کر چکا ہے: انا کفیناک المستہزئین کہیں قرآن نے کہا ”فسیکفیکھم اللہ“ اللہ ضرور ان مردودوں سے نمٹے گا اور انہیں دنیا اور آخرت میں عذاب الیم سے دوچار کرے گا اور قرآن کوئی انسانی کتاب نہیں بل کہ آسمانی اور خدائی کتاب ہے جب اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت لے لی تو اب کیا باقی رہ گیا اور جب اللہ وعدہ کر چکا تو ”ان اللہ لا تخلف المیعاد“ اس میں شک کی گنجائش ہی نہ رہی قرآن چونکہ ایسی ذات کی کتاب ہے جو علام الغیوب اور عنده مفاتیح الغیب کی حامل صفات ذات کے طرف سے نازل ہوا لہذا اللہ اپنے علم غیب کی بنیاد پر پہلے مسلمانوں کو اہل کتاب و مشرکین جانب دیں کے بارے میں کثرت دل آزار کا معاملہ درپیش ہونے کا اعلان کر دیا اور وہ سچ ثابت ہوا قرآن نے اعلان کیا: تبلیثن فی اموالکم و انفسکم ولتسمعن من الدین اوتوا لکتاب من قبلکم ومن الدین اشروا اذا کثیرا۔ کہ تم اہل کتاب و مشرکین سے کثرت سے دل آزاری کی باتیں سننے رہو گے اور یہ سب کچھ ہو ہی رہا ہے مگر اللہ کا بڑا احسان و شکر ہے ہمارے مسلمان بھائیوں نے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت اس موقعہ پر فراہم کیا اور ڈٹ کر اس کے خلاف سینہ سپر ہو چکے ہیں امید ہے کہ امت میں اس واقعہ سے ایک انقلاب برپا ہوگا علامہ اقبال نے بالکل ٹھیک کہا

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے

اللہ ہم دست بدعا ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے عشق کو ہمارے رگ دریہ میں

سرایت کر دے اور ہم آپ کے طریقے اور نام پہ اپنا سب کچھ منادینے کو سعادت اور نیک بختی سمجھیں ایسی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں اس شعر کا سچا مصداق بنادیں جو علامہ حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا فرمائیں۔

دیکھا رہے تیرے رونے کا منظر سلامت رہے تیرے رونے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابو ذرؓ ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہؔ بلائی
اور نبیؐ کا ایسا عشق عطا کر جیسا ظفر علی خاں نے کہا۔

دیارِ یثرب میں گھومتا ہوں نبیؐ کی دہلیز چومتا ہوں
شرابِ عشق پی کر جمومتا رہوں رہے سلامت پلانے والا
اے اللہ ہمیں وہ عشق عطا کر جو شیخ الہند کو عطا کیا شیخ عشق میں مست ہو کر جنت کو خطاب کر کے کہتے تھے۔
تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت میرے دل میں حضور رہتے ہیں
اب میں کہاں کہاں تک جمالِ مصطفیٰ اخلاقِ مجتبیٰ عشاقِ مرتضیٰ کی مدح خوانی کو بیان کروں اب میں ان
اشعار پر اپنے قلم کو بادل نا خواستہ روکتا جو ایک عربی شاعر نے چالس ہزار اشعار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
کہنے کے بعد کہے اور ایک اردو شاعر نے اس کا ترجمہ کیا شاعر کہتا ہے۔

تھکی ہے فکرِ رساں ، مدحِ باقی ہے قلم ہے آبلہ پا ، مدحِ باقی ہے
ورقِ تمام ہوا ، مدحِ باقی ہے اور عمرِ تمام لکھا ، مدحِ باقی ہے
”اللہم صل وسلم دائما ابدًا علی حبیبک خیر الخلق کلہم“

ماہنامہ ”الشریعہ“ گوجرانوالہ کی

خصوصی اشاعت

بیاد: ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ

(نامور اہل علم معاصرین تلامذہ اور متعلقین کے قلم سے عصر حاضر کے

ایک جید عالم اور محقق کے احوال و خدمات و افکار و تحقیقات کا تذکرہ)

صفحات تقریباً 600۔ ہدیہ (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)۔ 2001 روپے

برائے رابطہ: ناظم ترسیل ماہنامہ الشریعہ جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0306-6426001)